حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی

شیخ الحدیث مولانا محمد اسد اللہ بھامبڑوی رحمۃ اللہ علیہ

عارضی زندگی کے لحات کو سوچ سمجھ کر یا قرآن وحدیث کی تعلیمات کو فروغ دینے کی جستجو میں بسر کرنا بڑی سعادت مندی ہے۔ یہ کام اللہ کریم جن اپنے پسندیدہ بندوں سے لیتا ہے' وہ حقیقت میں رہتی دنیا تک اس شخص کی نیک نامی اور آخرت میں باقیات الصالحات ثابت ہو کر باعث اجر وثواب ٹھہراتے ہیں۔ مولانا کا شمار اللہ عزوجل کے انہیں پسندیدہ بندوں میں ہوتا ہے' جنہیں اللہ رب السموات والارض نے اپنے دین کی سربلندی ومخلوق کی خدمت اور بھلائی کے لیے چن رکھا تھا۔

ذیل میں مولانا کی زندگی کے واقعات اور خدمات کی جھلک پیش خدمت ہے۔ ویسے تو میرے مولانا سے مراسم کافی عرصہ سے ہیں۔ مگر ان کی زندگی میں ان سے اس موضوع پر تفصیلی گفتگو نہ ہو سکی۔ اس مضمون کی تیاری میں میں نے مولانا کے فرزند ارجمند ڈاکٹر عبدالحمید شورش ناظم جامعہ شمس الحدیث بورے والا وہاڑی کی معلومات اور پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد کی کتاب تذکرہ علمائے اہل حدیث سے رہنمائی حاصل کی ہے۔

خاندانی حالات و پیدائش......

فتنہ قادیانیت کے خلاف جہاں دیگر ہمارے اکابرین سلف نے ختم نبوت کے پرچار کے لیے قربانیاں دیں اور اس انگریز کے ایجنٹ کے باطل اور گمراہ کن نظریات کی تردید کے لیے ہمہ وقت کمربستہ رہے ہیں' وہاں اس خاندان کا بھی اس سلسلہ میں مثالی کردار ہے۔ آپ کے دادا جان مولانا

میر محمد بھامبڑوی پنجابی زبان کے بڑے عمدہ خطیب ومقرر تھے۔ان کی تقریر کی نمایاں خوبی یہ تھی کہ ان کی تقریر میں کسی آدمی کا سونا تو درکنار کوئی آدمی اونگھتا بھی نہ تھا۔اس وجہ سے وہ عوام الناس سے خوب نبض شناس تھے۔ ہر جگہ موقعہ محل کے پیش نظر وہ اس مجمع پر گرفت کرتے اور اس کے مطابق ہی ان کا خطاب قرآن وحدیث کی سنہری تعلیمات سے مزین ہوتا تھا۔قادیان کے ساتھ بھامبڑوی قصبہ تحصیل بٹالہ ضلع گرداس پور میں تھا۔اس بھامبڑوی قصبہ کے امام وخطیب مولانا میر محمد خود تھے۔مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے پیروکار اپنی دعوت کو عام کرنے کے لیے جہاں سرگرم عمل تھے وہاں قرآن وحدیث کی حقانیت کے فروغ کے لیے مولانا میر محمد بھی کوئی موقعہ ہاتھ سے خالی نہیں جانے دیتے تھے۔مرزا بشیر الدین کے ساتھ ان کے چار مباہلے ہوئے۔ پہلا مباہلہ جونا گڑھ میں ہوا۔دوسرا مباہلہ دہلی میں ہوا۔تیسرا مباہلہ کلکتہ میں اور چوتھا مباہلہ قادیان میں ہوا۔نتیجتاً ملعون مرزا کا ایک ایک فرد مباہلہ کے انجام سے ہلاک ہوا اور مولانا میر محمد بھامبڑوی کی ہر مباہلہ کے بعد ایک نئی شادی ہوئی۔آخر تک چار بیویاں ان کے پاس رہیں۔اس کی حکمت کیا تھی' اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

علاقہ بھر میں مولانا میر محمد کا عام چرچہ تھا۔اس گاؤں میں گاہے بگاہے اکابرین بھی تشریف لاتے رہتے تھے۔مثلاً فاتح قادیان شیخ الاسلام مولانا محمد ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا مولا بخش کومویؒ وغیرہ ۱۹۲۵ء کے لگ بھگ کی بات ہے کہ مولانا میر محمد دعوت وتبلیغ کے حوالے سے منڈی عثمان والا روڈے اور تھہ کامل میں تشریف لائے۔ان کے دروس نے عوام الناس کے دل ودماغ پر گہرے اثرات چھوڑے۔ بعدازاں جماعتی احباب کے اصرار پر انہوں نے اپنے قابل اعتماد بیٹے اور صاحب علم وفضل مولانا محمد علی کو امامت وخطابت کی غرض سے یہاں بھیج دیا۔مولانا میر محمد کے سن وفات کا علم نہیں۔ ہمارے ممدوح مولانا شیخ الحدیث محمد اسد اللہ بھامبڑوی نے ۱۹۴۰ء کو موضع تھہ کامل میں مولانا کے گھر میں جنم لیا۔آپ ابھی صرف آٹھ ماہ کے تھے ان کے والد گرامی مولانا محمد علی دنیا فانی سے چل بسے۔یتیم بچوں کو جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے' ایسے لمحات کی بھی داستان بڑی عجیب ہوتی ہے۔بہرحال ان کی نگہداشت ان کی والدہ صاحبہ اور ان کے بڑے بھائی مولانا محمد یاسین نے کی۔آپ نے ابتدائی عصری تعلیم کے بعد دینی تعلیم کا آغاز کیا۔

جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

دینی تعلیم کا حصول ﴾......

آپ نے دینی تعلیم ابتداء سے آخر تک مکمل دارالحدیث جامعہ کمالیہ منڈی راجووال ضلع اوکاڑہ میں رہ کر حاصل کی۔ البتہ مزید دینی تعلیم کے حصول کے لیے آپ نے درج ذیل مدارس میں مثلاً تقویۃ السلام غزنویہ لاہور' دارالحدیث اوکاڑہ' مدرسہ حافظ محمد گوندلوی گوجرانوالہ وغیرہ میں زیر تعلیم رہ کر فیض حاصل کیا۔

اساتذہ کرام ﴾......

دورانِ تعلیم آپ نے جن نامور شخصیات سے استفادہ کیا ہے' ان میں شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف' مولانا سید محمد داؤد غزنوی' شیخ الحدیث مولانا محمد اسحاق حسینوی' مولانا محمد اسماعیل سلفی' مولانا محمد شریف اللہ دیوبندی' حافظ بشیر احمد بھوجیانی' امام احمد رضا خاں دیوبندی' شیخ الحدیث مولانا محمد عطاء اللہ حنیف' مولانا عبداللہ بڈھیمالوی' شیخ الحدیث مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔

رفقائے مدرس ﴾......

مختلف مدارس کے دوران آپ کے ساتھ فارغ التحصیل ہونے والے نامور علمائے کرام میں مولانا محمد صدیق' مولانا ثناء اللہ' حافظ عزیز الرحمان لکھوی' مولانا عبدالرشید گوہڑوی' مولانا شیخ الحدیث عبدالرشید مجاہد آبادی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

تدریس اور خطابت ﴾......

درج ذیل مدارس اور مساجد میں بطور مدرس اور امام وخطیب کی حیثیت سے ذمہ داری ادا کی ہے۔ مثلاً دارالحدیث جامعہ کمالیہ منڈی راجووال اوکاڑہ' مرکزی جامع مسجد منڈی عثمان والا' مسجد اہل حدیث کوٹلی رائے ابوبکر' مدرسہ اہل حدیث کھڈیاں قصور' جامع مسجد اہل حدیث چک نمبر ۳۰ ساہیوال' جامع مسجد اہل حدیث چک نمبر ۲۹۱ جملیر ضلع وہاڑی وغیرہ۔

نامور تلامذہ ......

ویسے تو آپ کے تلامذہ کی فہرست طویل ہے مگر ان میں ڈاکٹر محمد سلیمان اظہر ایم اے جامعہ اسلامیہ بہاولپور، مولانا نذیر احمد، مولانا محمد صادق، مولانا عبدالرشید، مولانا محمد یحییٰ، مولانا محمد عبداللہ، مولانا لیاقت علی، حافظ محمد اسلم، مولانا عبدالخالق، مولانا شبیر احمد طاہر خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

جامعہ شمس الحدیث کا سنگ بنیاد ......

ملتان روڈ مرضی پورہ بورے والا میں ۱۹۶۸ء کو اپنی ذاتی رقم سے جگہ خرید کر مسجد الفیصل اہل حدیث تعمیر کی اور مدرسہ شمس الحدیث کے نام سے درس و تدریس کا آغاز کیا۔ آپ نے ادھر رہ کر باقاعدہ جماعتی نظم و نسق کے لیے بھی خوب محنت کی۔ آپ علاقے بھر کی جانی پہچانی شخصیت تھے۔ آپ کا ہر مکتبہ فکر میں نام عزت سے لیا جاتا تھا۔ یاد رہے کہ جامعہ شمس الحدیث میں طلباء و طالبات کی تدریس کا عمل جاری و ساری ہے۔ ادارے کے ناظم ان کے صاحبزادے ڈاکٹر عبدالحمید شورش ہیں۔

مجسمہ پیکر و معمولات زندگی ......

آپ کی طبیعت میں سادگی، ہمدردی، مہمان نوازی، دوسروں کی خدمت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ جس کام کو کرنے کا عزم کر لیتے پھر اس کے نتائج کی پرواہ کیے بغیر اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر ہی دم لیتے تھے۔ بورے والا شہر کے گرد و نواح میں مسلک حق اہل حدیث کی حقانیت کو پھیلانے میں بھی آپ کا حصہ ہے۔ حضرت حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ کئی چکوک ہیں، انہیں سائیکل پر بیٹھ کر لے جایا کرتے تھے۔

قرآن و حدیث کی تدریس اور جماعتی امور کی دلچسپی کے علاوہ ہر روز قرآن پاک کی تلاوت کے چھ پارے پڑھنا ان کا معمول تھا۔ اسی طرح جب بھی سفر کے لیے نکلتے دورانِ سفر بھی قرآن پاک کی تلاوت و دیگر مسنون اذکار کا وِرد جاری رکھتے تھے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ نے ان کی نمازِ جنازہ کے موقعہ پر انکشاف کیا کہ دورانِ طالب علمی انہوں نے ہمیشہ باوضوء حدیث کا سبق پڑھا۔ کبھی نمازِ

اشراق اور تہجد کی ادائیگی نہ چھوڑی تھی۔

اولاد……

آپ کی اولاد میں مولانا عبدالرشید' ڈاکٹر عبدالحمید شورش' قاری عبدالوحید' قاری محمد اسماعیل' حافظ محمد طیب' حافظ محمد عمران اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

وفات اور نمازِ جنازہ……

۱۷/اکتوبر ۲۰۰۷ء کو بوقت فجر اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اسی روز بعد نمازِ عصر آپ کی نمازِ جنازہ کی امامت کے فرائض حافظ عبدالغفار روپڑی نے سرانجام دیئے۔ نمازِ جنازہ میں علمائے کرام' دینی وسیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور عوام الناس نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ کریم مولانا کے لگائے ہوئے چمن جامعہ شمس الحدیث کو تاقیامت جاری وساری رکھے۔ اس کے معاونین کو استقامت دے اور مولانا کی حسناتِ جمیلہ کو قبول فرما کر انہیں جنت الفردوس میں مقام دے۔ آمین۔

☆……☆……☆……☆……☆……☆

بقیہ آج نہیں تو کبھی نہیں

لقمان حکیم کی ایک حکایت کہ ایک سور کسی درخت سے اپنی داڑھ تیز کر رہا تھا۔ ایک لومڑی وہاں آ نکلی اور اس سے کہنے لگی اے دوست کوئی دشمن تو نہیں ہے' تم کس کے ساتھ لڑائی کی تیاری کر رہے ہو۔ سور نے کہا اے لومڑی تیری بات تو سچ ہے' لیکن فرصت کے وقت اپنے ہتھیار صاف اور تیز کر کے رکھنے چاہیے۔

اس لیے جو وقت ملے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایئے۔ اس کو ابھی کرنے کی کوشش کیجیے اور اگر یہ وقت ضائع کیا تو پھر کبھی بھی کام نہیں ہو سکے گا۔ دوسروں کی دنیا بنانے کے لیے اپنی آخرت مت تباہ کیجیے۔ دوسروں کے معاملات میں اتنا آگے مت جایئے کہ اپنے آپ کو فراموش کر دیں۔ کیوں کہ کسی شاعر کے بقول:

جب کشتی ثابت و سالم تھی ساحل کی تمنا کس کو تھی
اب ایسی شکستہ کشتی پر ساحل کی تمنا کون کرے